جناب احسان اللہ فاروقی قطر

عظمتِ دینِ اسلام

(اسلام ایک نظریاتی سپر پاور ہے)

انسان کو ایک عقیدہ یا نظامِ فکر کی ضرورت ہے جو اس کے اندرونی تقاضے کا جواب ہو، جو اس کی زندگی کی تشریح کرے، جس سے وہ اپنی عملی زندگی میں رہنمائی لے سکے۔ عام مذاہب انسان کے لیے ایسے نظامِ فکر فراہم کرنے میں ناکام ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مذاہب تحریف کی بنا پر اپنی واقعی حیثیت کو کھو چکے ہیں، ان کے اور انسانی فطرت کے درمیان مطابقت باقی نہیں رہی ہے وہ زندگی کے معاملات میں صحیح رہنمائی کرنے سے قاصر ہیں، اسی بنا پر آج کی تعلیم یافتہ دنیا نے ان تصوراتی مذاہب کو رد کر دیا ہے۔ سائنس کے ظہور کے بعد جدید انسان نے یہ سمجھا کہ سائنس اس کو وہ فکری بنیاد دے سکتی ہے جس پر وہ کھڑا ہو سکے۔ مگر یہاں ایک اور مسئلہ اس کے لیے رکاوٹ بن گیا۔ سائنس میں بھی انسان اپنے لیے مطلوبہ فکری بنیاد نہ پا سکا۔ سائنس نے انسان کو عالمِ فطرت کی دریافت میں مدد دی۔

یہ عالمِ فطرت جو اس نے دریافت کیا وہ بے حد بامعنی ہے۔ اس میں نظم تھا، اس میں ڈیزائن تھا۔ اس میں منصوبہ بندی تھی مگر دوبارہ سائنس کی ایک کمی سائنس ادر انسان کے درمیان حائل ہو گئی۔ انسان یہاں بھی اپنے مطلوب نظامِ فکر کو حاصل کرنے میں ناکام رہا، سائنس کی کمی یہ تھی کہ اس نے صرف "کیا ہے" کے بارہ میں بتایا ہے۔ "کیوں ہے" کے بارہ میں وہ انسان کو کچھ نہ بتا سکی۔ گویا سائنس انسان کو اچھی مشین تو دیتی ہے مگر وہ یہ نہیں بتاتی۔ کہ اس اعلیٰ مشین کا صانع (MAKER) کون ہے۔ اس مسئلہ کا حل مذہب کے پاس تھا مگر جدید انسان مذہب کو پہلے ہی رد کر چکا تھا۔ انسان ایک توجیہہ پسند حیوان (EXPLANATION SEEKING ANIMAL) ہے وہ ہر واقعہ کی توجیہ چاہتا ہے۔ سائنس آدمی کی اس توجہ کو پورا نہیں کرتی وہ واقعہ کی نشاندہی کرتی ہے مگر وہ واقعہ کی توجیہہ نہیں بتاتی۔ وہ انسان کو ایک ایسی کائنات سے متعارف کراتی ہے جس میں ڈیزائن اور پلان ہے مگر وہ انسان کو اس کے ڈیزائنر اور اس کے پلانر کے بارہ میں کوئی خبر نہیں دیتی۔ اس کے بعد قدرتی طور پر ایسا ہوتا ہے کہ انسان مطمئن ہونے کے بجائے حیرانی میں پڑ جاتا ہے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایک ایسی ڈیزائن کیسے یہاں موجود ہے جس کا کوئی ڈیزائنر نہیں۔ ایک ایسا پلان کیسے یہاں پایا جاتا ہے۔ جس کا کوئی پلان نہیں۔ سائنس کی دریافت کردہ دنیا کی یہی کمی ہے جس کی بنا پر البرٹ آئن سٹائن سے لے کر ہاکنگ تک تمام سوچنے والے دماغ یہ محسوس کرتے رہے ہیں کہ کائنات میں بہت سے ایسے پہلو ہیں جن کو سمجھنا انتہائی حد تک دشوار ہے اس فکری مشکل کو شروڈنگر نے اپنے الفاظ

میں اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ فطرت کے بارہ میں سب سے زیادہ ناقابل فہم بات یہ ہے کہ وہ قابل فہم ہے سائنس کے بعد دوسری چیز مذہب ہے مگر غیر قوموں کے پاس جو مذہب ہے ۔ وہ (اسلام کے سوا) سب کا سب محرف ہے اس لیے وہ انسانی فطرت کو اپیل نہیں کرتا۔ سائنس اس بنا پر انسان کو فکری بنیاد نہ دے سکی کہ وہ نامکمل تھی اور اس کا مذہب اس بنا پر اس کو فکری بنیاد دینے میں ناکام ہے کہ وہ محرف ہے۔ یہاں انسانیت کی امید صرف ایک ہے اور وہ اسلام ہے۔ آج اسلام ہی ایک ایسا نظام فکر ہے۔ جو انسان کی تمام ضرورتوں کو پورا کرتا ہے وہ ایسا مذہب ہے جس میں کوئی تحریف نہیں۔ وہ ایسا علم ہے جو سچی سائنس کے تمام پہلوؤں کو اپنے اندر بیٹھے ہوئے ہے دین اسلام کا ٹکراؤ نہ انسانی فطرت سے ہے اور نہ حقیقی علم سے، آج کا انسان محرف مذہب اور نامکمل سائنس کی دوطرفہ مشکل کے درمیان جی رہا ہے ان حالات میں انسان کی مشکل کا جواب صرف ایک ہے اور وہ دین اسلام ہے اگر اسلام کو وقت کی زبان اور وقت کے اسلوب میں پیش کیا جائے تو آج کا انسان دوڑ کر اس کو لے لے گا کیونکہ اس کی روح آج سب سے زیادہ اس کی تلاش میں ہے آپ دیکھے موجودہ زمانہ میں بڑی طاقتوں کا بہت چرچا ہے بڑی طاقت ہونا سب سے بڑی چیز سمجھا جاتا ہے مگر بڑی طاقت کے نام سے لوگ صرف دو قسم کی طاقت کو جانتے ہیں۔ ایک اقتصادی سپر پاور جو آجکل جاپان کو حاصل ہے۔ دوسرے فوجی سپر پاور جو خلیج کی جنگ ۱۹۹۱ء کے بعد امریکہ کو حاصل ہو گئی ہے، مگر خدا کی دنیا میں ایک اور امکان موجود ہے جو ان دونوں سے بھی زیادہ بڑی حیثیت رکھتا ہے اور وہ ہے نظریاتی سپر پاور (IDEOLOGICAL SUPER POVER) بننا یعنی آدمی کے پاس ایک ایسا نظریہ ہو جو دلوں کو اپیل کرے، جو ذہن کو اس کے تمام سوالات کا جواب دے۔ جو فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہو، جس انسان یا گروہ کے پاس اس قسم کا نظریہ ہو، وہ کسی مادی زور کے بغیر صرف اپنی نظریاتی قوت کے ذریعہ قوموں کو مسخر کر سکتا ہے۔ وہ ظاہری طاقت کے بغیر سب سے بڑی طاقت بن سکتا ہے خدا کا دیا ہوا دین اسلام کائنات کی سب سے بڑی طاقت ہے۔ خدا کا دین تمام فکری مسائل کو حل کرتا ہے وہ انسان کی اندرونی طلب کا صحیح ترین جواب ہے۔ وہ انسان کو اس کے مقصد حیات سے آشنا کراتا ہے جو انسان خدا کے دین کو پالے وہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے سب کچھ پالیا۔ اب اس کو کچھ اور پانے کی ضرورت نہیں۔ خدا کے تمام پیغمبر یہی دین لے کر آئے مگر پچھلے پیغمبروں کی تعلیمات اپنی اصل صورت میں باقی نہ رہیں۔ انسانی آمیزش نے اس کو محرف دین بنا دیا۔ اب زمین کے اوپر صرف ایک دین اسلام ہے جس کو خدا کا "الدین" ہونے کی حیثیت حاصل ہے اور وہ پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین ہے آپ کا دین قرآن و سنت کی صورت میں آج بھی پوری طرح محفوظ ہے اس اعتبار سے نظریاتی سپر پاور بننے کا موقع اب ایک ایسا ایڈوانٹیج ہے۔ جو کسی بھی دوسرے مذہب کو جاننے والوں کو حاصل نہیں۔ تاریخ کا تجربہ نظریہ کی فوقیت کو ظاہر کرتا ہے تاریخ بتاتی ہے کہ نظریہ نہ صرف ایک طاقت ہے بلکہ وہ سب سے بڑی طاقت ہے۔ دولت اور طاقت کا بڑا ذخیرہ جمع کرنے کے باوجود جاپان عالمی سطح پر وہ اہمیت حاصل نہ کر سکا جو بظاہر اسے حاصل کرنا چاہیئے اس کی وجہ یہ ہے

کہ جاپان کے پاس اقتصادی طاقت ہے مگر جاپان کے پاس نظریہ نہیں ہے۔ یہی بات ہے جو امریکی ہنیکر مرفی نے اس طرح کہی کہ جاپان ایک سوسائٹی ہے جس کی طاقت بغیر مقصد کی ہے جاپان کے پاس دنیا کو دینے کے لیے کوئی چیز نہیں سوا اپنے بارہ میں انوکھے پن کے ایک تصور کے، سیاسی طاقت یا فوجی طاقت بظاہر بہت بڑی چیز معلوم ہوتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ نظریہ کی طاقت اس سے بھی بڑی ہے۔ مادی طاقت نظریہ کے بغیر بے حقیقت ہے جب کہ نظریہ کا معاملہ یہ ہے کہ وہ مادی طاقت کے بغیر بھی ناقابل تسخیر طاقت کی حیثیت رکھتا ہے جس گروہ کے پاس ایک نظریہ ہو جو انسانوں کو ایک اعلیٰ مقصد کا تصور دے سکتا ہو وہ سب سے بڑی چیز کا مالک ہے وہ خود اپنی بنیاد پر کھڑا ہو سکتا ہے، وہ ہر چیلنج کا مقابلہ کر کے آگے بڑھ سکتا ہے نظریہ دوسری چیزوں پر قیادت کرتا ہے۔ دوسری سب چیزیں نظریہ کے اوپر قائد نہیں بن سکتیں۔

دین اسلام کی صداقت کا ایک ناقابل انکار ثبوت یہ ہے کہ اسلامی انقلاب سے جو نظامات وجود میں آئے۔ وہ ہمیشہ انسانیت کے لیے مفید ثابت ہوئے۔ اور غیر اسلامی انقلاب سے جو نظامات وجود میں آئے۔ وہ ہمیشہ انسانیت کے لیے مضر ثابت ہوئے مثلاً جدید آزاد دنیا میں سائنس، جمہوریت، شہری آزادی وہ چیزیں ہیں جو اسلامی انقلاب کے نتیجہ میں پیدا ہوئی تھیں یہ چیزیں انسانیت کے لیے خیر ثابت ہوئیں۔ اگرچہ غلط استعمال کی بنا پر ان سے انسانیت کو بعض نقصانات بھی پہنچے۔ مگر اصولی اعتبار سے یہ چیزیں سراپا خیر تھیں۔ اس کے برعکس نیشنلزم، کمیونزم، نازی ازم وغیرہ وہ نظامات ہیں جو غیر اسلامی فکر اور غیر اسلامی انقلاب کے نتیجہ میں ظہور میں آئے۔ یہ چیزیں انسانیت کے لیے سراپا شر ثابت ہوئیں۔ ان کا معاملہ یہ ہے کہ ان کو جتنا زیادہ کامل صورت میں نافذ کیا جائے۔ اتنا ہی زیادہ ان کا نقصان بڑھتا چلا جائے گا۔ ان کے نقصان میں اگر کچھ کمی ہوگی تو صرف اس وقت جبکہ انہیں ناقص صورت میں نافذ کیا گیا ہو۔ آپ پھلدار درخت بوئیں۔ تو اس سے ہمیشہ پھل ہی ملے گا۔ اگر آپ کانٹے دار درخت بوئیں تو اس سے ہمیشہ کانٹے نکلیں گے۔ یہی اسلام اور غیر اسلام کا معاملہ ہے اسلام کا جزء یا کل جب بھی زندگی میں رائج کیا جائے گا وہ زندگی میں تعمیری نتیجے پیدا کرے گا اور غیر اسلام کو جب بھی رائج کیا جائے گا وہ زندگی میں اپنے تخریبی نتیجے دکھائے گا۔ خواہ اس کو جزئی طور پر رائج کیا گیا ہو یا کلی طور پر۔

موجودہ زمانہ میں انسان نے فطرت کے مطالعہ سے جو چیزیں دریافت کیں اور جو صنعتی تمدن بنایا وہ قدرت کی نشانیاں تھیں۔ اپنی اصل حقیقت کے اعتبار سے ان کی حیثیت خدا کی نعمت کی تھی مگر موجودہ زمانہ میں انسان کی ذہنی تشکیل کے لیے جو نظریات ظہور میں آئے۔ وہ انسان کے اپنے دماغ کی پیداوار تھے اس طرح جدید دور ایک تضاد میں مبتلا ہو گیا۔ ذرائع کے اعتبار سے اس کے پاس خدائی ذرائع تھے مگر انسان کے اعتبار سے غیر خدائی انسان۔

دین اسلام اس تضاد کو ختم کرنے والا ہے اسلام خدا کی طرف سے آیا ہوا دین اسلام ہے انسان کو اسلامی فکر پر کرنا گویا اس کو خدائی انسان بنانا ہے اسلام کے پھیلنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ذرائع خدائی ہیں اس طرح انسان بھی خدائی ہو جائیں اس تضاد کو ختم کرنے ہی میں انسانی فلاح کا راز چھپا ہوا ہے اسلام آدمی کے فطری تقاضے کا جواب ہے